تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

صاحبزادی امۃ الودود بیگم صاحبہ
بنت حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ o وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمٰن:27-28)

ہر چیز جو اس پر ہے فانی ہے۔ مگر تیرے ربّ کا جاہ و حشم باقی رہے گا جو صاحبِ جلال واِکرام ہے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے **"صاحبزادی امۃ الودود بیگم صاحبہ"**

صاحبزادی امۃ الودود بیگم صاحبہ 15 اکتوبر 1918ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی، حضرت نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کی نواسی اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ، حضرت بُو زینب صاحبہؓ کی بیٹی تھیں۔

آپ نے ابھی بی اے کا امتحان پاس کیا تھا کہ اچانک آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ نے اپنی چھوٹی سی عمر کا ایک ایک لمحہ خدمتِ دین کے لیے تعلیم حاصل کرنے میں صرف کیا۔ کھیل کود کے زمانہ میں بھی اپنا آرام و آسائش محض اس لیے قربان کر دیا کہ خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کرنے کے قابل بنیں اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔ یہ مقصد تو اُن کو بہترین رنگ میں حاصل ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے انہیں قبول فرما لیا لیکن افسوس کہ اُن کے فیوض و برکات سے دوسرے محروم رہ گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کا نام امۃ الودود رکھا تھا۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"اس کی اماں کو کوئی اور چھوٹا سا نام پسند تھا۔ انہی دنوں کا لطیفہ ہے کہ وہ اُسے اپنے پسندیدہ نام سے بلایا کرتی تھیں کہ اُسے دَورہ ہوا اور موت کے قریب پہنچ گئی۔ اس پر انہوں نے کہا۔ چلو امۃ الودود ہی نام سہی، یہ کسی طرح بچ جائے۔ وہ اچھی ہو گئی۔ تو کچھ دنوں کے بعد انہیں اپنی بات بھول گئی اور پھر انہوں نے وہی اپنے والے نام سے پکارنا شروع کیا۔ پھر اتفاق سے دَورہ ہوا اور پھر امۃ الودود ہی نام قرار پایا۔ مجھے بعضوں نے کہا کہ جب ماں کی خواہش ہے تو تم نام بدل ڈالو۔ مَیں نے کہا مَیں نام تو بدل دیتا مگر بچی کے نام میں اللہ کا نام آتا ہے مَیں یہ نام نہیں بدل سکتا۔ آخر کئی دفعہ اسی طرح ہوا اور امۃ الودود نام کی فتح ہوئی اور بچی کے دورے بھی جاتے رہے۔"

(روزنامہ الفضل قادیان دار الامان 23 جون 1940ء)

آپ نہایت باحیا اور عفت و عصمت والی خاتون تھیں۔ ابھی کم عمر تھیں۔ امور خانہ داری میں قدم بھی نہیں رکھا تھا۔ آپ کی طبیعت میں انکسار تھا، دل کینہ اور بغض سے پاک تھا اور رقابت نام کو بھی نہ تھی اور اپنی تمام رشتہ دار بہنوں سے یکساں محبت رکھتی تھیں۔ آپ بہت دعائیں کرنے والی اور دعاؤں پر یقین رکھنے والی بچی تھیں۔ اپنی وفات سے چند گھنٹے قبل آپ نے اپنی چچازاد بہن سے باتوں باتوں میں اس بات کا ذکر کیا کہ میرے دل پر جنگ کا بہت اثر ہے اور مَیں اس کے متعلق بہت دعائیں کرتی ہوں۔ امۃ الحمید تم بھی آج کل دعائیں کیا کرو۔ آپ اپنے اخلاق اور دینداری کی وجہ سے اپنے ہر عزیز کے دل میں ایک خاص مقام رکھتی تھیں۔

سامعین! ایک مرتبہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تعلیم نسواں کا مقصد یہ بیان فرمایا تھا کہ

"تبلیغ کے ذرائع کو وسیع کرنا اور عورتوں کے خیالات کو تعلیم کی روشنی سے منور کرنا"

نیز فرمایا تھا

’’اس وقت اسلام کے لیے سب سے زیادہ زبردست قلعہ عورتوں کے دماغوں کو بنایا جا سکتا ہے‘‘

اس مقصد کے حصول کے لیے خاندان مسیح موعودؑ سے وابستگی رکھنے والی خواتین نے آگے قدم بڑھایا۔ انہی میں ایک آپ بھی تھیں۔ جماعت کو آپ کی تعلیمی ترقی سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ آپ نے اور حضرت مریم صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اکٹھا بی اے کا امتحان پاس کیا تھا۔ آپ دونوں نے دو دفعہ پہلے امتحان کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئیں تیسری دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کہنے پر آپ دونوں نے پھر امتحان کی تیاری کی۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں:

’’جب امتحان کے دن قریب آئے تو عزیزہ کے منجھلے بھائی عزیزم مرزا ظفر احمد بیرسٹر ایٹ لاء اپنی شادی کے لیے قادیان آئے۔ امتحان کے دنوں میں شادی کی تاریخ تھی۔ انہوں نے کہا کہ امتحان نہ دو تم نے پاس تو ہونا نہیں۔ گھر کے اور آدمیوں نے بھی کہا اور اُس نے امتحان دینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا تو مَیں نے عزیزم میاں شریف احمد صاحب کو کہا کہ یہ ٹھیک نہیں مجھے اِس دفعہ اُن کے پاس ہونے کی امید ہے۔ اگر صدیقہ پاس ہو گئیں تو امۃ الودود کے لیے اکیلا امتحان دینا مشکل ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے جا کر اسے امتحان کے لیے پھر تیار کر دیا۔ امتحان کے بعد کراچی سے واپس آ کر ایک دن صدیقہ بیگم کو رقعہ لکھا کہ چچا ابا سے کہہ دیں کہ اگر آپ دُعا کریں تو مَیں پاس کیوں نہ ہو جاؤں۔ اب کے انہوں نے خود امتحان دلایا ہے۔ اگر مَیں پاس نہ ہوئی تو مَیں نہ مانوں گی کہ انہوں نے دُعا کی ہے۔ مَیں نے کہلا بھیجا کہ مَیں دُعا کر رہا ہوں اور اب کے مجھے یقین ہے کہ تم دونوں پاس ہو جاؤ گی اور خدا تعالیٰ نے دونوں کو پاس کر دیا...... مَیں نے کہا دودی! تم پاس نہیں ہوئیں مَیں پاس ہوا ہوں کیونکہ تم تو امتحان کا ارادہ چھوڑ بیٹھی تھیں۔‘‘

سامعین! آپ کی ایک خوبی آپ کی فرمانبرداری بھی تھی جب آپ کی پڑھائی ختم ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ سے فرمایا کہ

’’پڑھائی کے دن تو اب ختم ہوئے اب کام کا وقت آ گیا۔ اب مَیں تم کو اور صدیقہ کو مضامین کے نوٹ لکھوایا کروں گا اور تم انگریزی میں مضمون تیار کر کے ریویو وغیرہ میں دیا کرو۔ کہنے لگی کہ مَیں نے تو کبھی مضمون لکھا نہیں چھوٹی آپا کو لکھوایا کریں۔ مَیں نے کہا تم دونوں نے ہی پہلے مضمون نہیں لکھے اب تم کو کام کرنا چاہیے۔ کہنے لگی اچھا..... باوجود شرمیلی طبیعت کے جب کوئی مفید کام اُسے کہا جاتا وہ اُس پر کاربند ہونے کے لیے تیار ہو جاتی۔ جب مَیں نے اُسے دہرا کر کہا کہ اب تم کو اپنے علم سے دنیا کو فائدہ پہنچانا چاہیے تو باوجود ناتجربہ کاری اور حیا کے اُس نے میری بات کو منظور کر لیا۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی وفات کے بعد الفضل 23 جون 1940ء میں ایک مضمون میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

’’امۃ الودود جسے ہم پیار سے دودی کہا کرتے تھے جو کل ہم سے جدا ہوئی گو میری بھتیجی تھی مگر میری آئندہ نسلوں کے غم اس کے غم کو کہاں پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہی قانون ہے کہ زمانہ، رشتہ اور تعلق یہ تین چیزیں مل کر دلوں میں محبت کے جذبات پیدا کیا کرتی ہیں پھر اگر اِن میں سے کوئی ایک چیز زور پکڑ جائے تو وہ دوسری چیزوں کو دبا دیتی ہے اور جب تینوں جمع ہو جائیں تو جذبات بھی شدید ہو جاتے ہیں۔ دودی میری بھتیجی تو تھی مگر زمانہ کے قرب اور تعلق نے اسے میرے دل کے خاص گوشوں میں جگہ دے رکھی تھی۔ بعد کی نسلیں تو الگ رہیں میرے اپنے بچوں میں سے کم ہی ہیں جو مجھے اس کے برابر پیارے تھے۔‘‘

سامعین! آپ کی وفات اچانک 19-20 جون 1940ء کی درمیانی رات ساڑھے تین بجے ہو گئی۔ رات کو سونے کے لیے چارپائی پر لیٹیں اور قریباً ایک گھنٹہ کے بعد گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور سر درد کی شکایت کی۔ تشنج کی شکایت بھی پیدا ہو گئی تھی اور بیہوشی طاری ہو گئی تھی ساتھ ہی سانس میں رکاوٹ کی تکلیف بھی شروع ہو گئی۔ علاج کے لیے ڈاکٹر محمد ثناء اللہ صاحب، حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ کو بلایا گیا۔ بعض ضروری ادویہ دی گئیں لیکن سانس اور بیہوشی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے پہلی بار دیکھتے ہی حالت مایوس کُن بتائی تھی۔ آخر ساڑھے تین بجے آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کی شدید تکلیف دیکھ کر حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اطلاع دی آپؓ اُسی وقت تشریف لے آئے اور مرض کی شدت کے وقت بہت متوجہ ہو کر حالات دریافت فرماتے رہے اور خود بھی ہومیو پیتھک دوائی کے لئے مرض کے کوائف وغیرہ معلوم کیے لیکن ابھی دوا تجویز نہیں کی تھی کہ حضورؓ کی تشریف آوری کے پندرہ بیس منٹ بعد ہی صاحبزادی امۃ الودود صاحبہ کی وفات ہو گئی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں پڑھائی۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی وفات کے وقت جو دعا کی تھی وہ بہت دل کو چھونے والی دعا ہے۔

آپ نے یہ دعا کی کہ:

”اے اللہ تعالیٰ! یہ ناتجربہ کار روح تیرے حضور میں آئی ہے۔ تیرے فرشتے اس کے استقبال کو آئیں کہ اِسے تنہائی محسوس نہ ہو۔ اِس کے دادا کی روح اِسے اپنی گود میں اُٹھالے کہ یہ اپنے آپ کو اجنبیوں میں محسوس نہ کرے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اُس کے سر پر ہو کہ وہ بھی اُس کے روحانی دادا ہیں اور تیری آنکھوں کے سامنے تیری جنت میں یہ بڑھے۔ یہاں تک کہ تیری بخشش کی چادر اوڑھے ہوئے ہم بھی وہاں آئیں اور اس کے خوش چہرہ کو دیکھ کر مسرور ہوں۔ اس دعا کے ساتھ مَیں اب بھی تجھے رخصت کرتا ہوں۔ جا میری بچی تیرا اللہ حافظ ہو۔ اللہ حافظ ہو۔“

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان 23 جون 1940ء صفحہ 5)

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تری ”جنت کا باب“ جانے دے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡